مولانا محمد فاروق بلغاری رحمۃ اللہ علیہ

مدیرالتحریر

موت سے کسی کو بھی چھٹکارانہیں ۔ جب کسی کا وقتِ مقررہ آتا ہے تو خوش وخرم گھرانہ، پرمسرت ماحول اور گرما گرم محفل اچانک ویران وغم زدہ ہوجاتی ہے۔ خصوصاً بعض ہستیوں کے اٹھ جانے سے معاشرے میں رونما ہونے والے خلا کا اثر تادیر قائم رہتا ہے۔ خصوصاً اہل علم کے اس جہان فانی سے رخصت ہونے کو موت العالِم موت العالَم کہا گیا ہے۔

مولانا فاروق بلغاری رحمہ اللہ بھی اپنے وقت کے علمائے بارزین میں شمار ہوتے تھے۔ اور آپ دارالعلوم بلتستان غواڑی کے اولین باقاعدہ فارغ التحصیل ہونے والوں میں سے تھے۔ اور ایک علمی وخاندانی پس منظر رکھنے والے خاندان کے چشم وچراغ بھی۔

آپ ولی ومحدث العصر حافظ عبدالصمد بلغاری رحمہ اللہ کے ہاں تقریبا 1924ء میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اپنے والدگرامی قدر کے قائم کردہ ''مدرسہ منار الھدیٰ'' بلغار میں حاصل کی جو اس دورِ پُرآشوب میں توحید کا شمع جلانے میں مصروف تھا۔ جس سے بلتستان کے طول وعرض کے طلباء مستفید ہوتے تھے۔ نابغہ عصر مولانا حافظ کریم بخش رحمہ اللہ جب فتح پور دہلی سے سندِ فراغت لے کر یہاں تشریف لائے تو مولانا حافظ عبدالصمد رحمہ اللہ کی فرمائش پر اس مدرسے میں بطور شیخ الحدیث کچھ عرصہ علم کی موتیاں بکھیرتے رہے۔ یوں مولانا فاروق رحمہ اللہ کو بھی اپنی علمی پیاس بجھانے کا اچھا وقت ملا۔ ذہین وفطین تو تھے ہی، اسے نکھارنے کا یہ سنہری موقع تھا۔

جب مولانا کریم بخش رحمہ اللہ اپنے آبائی گاؤں میں پہلے سے قائم مدرسہ **''دارالعلوم غواڑی''** منتقل ہوگئے تو طالب علم فاروق رحمہ اللہ اپنے استاد محترم کی رفاقت میں دارالعلوم غواڑی آئے اور شیخ الحدیث مولانا کریم بخش رحمہ اللہ کے سایہ عاطفت میں حصول علم کیلئے کوشاں رہے۔ اور بہت دیر تک ان کی خدمت کا شرف حاصل کرتے رہے حتی کہ ان سے سندفراغت حاصل کی۔ آپ علمی صلاحیت کے ساتھ اچھے مقرر اور واعظ بھی تھے۔ ﴿ **زادہ بسطۃ فی العلم والجسم** ﴾ کی نعمت سے مالا مال تھے، مضبوط اور سخت محنت کش قسم کا مرد میدان تھا۔ زندگی بھر دعوت وتعلیم اور درس وتدریس سے منسلک رہے۔ اپنے گاؤں میں عوامی فلاح وبہبود اور سماجی خدمات کے کاموں میں بھی پیش پیش رہے۔

الغرض محدث العصر حافظ عبدالصمد بلغاری رحمہ اللہ کی پانچ نرینہ اولاد میں سے آپ ہی سب سے زیادہ تعلیم یافتہ

اورنمایاں عالم دین تھے،اورآپ ہی آخری ٹمٹماتا چراغ بھی،سووہ بھی بجھ گیا۔آخری دم تک آبائی مدرسے میں بطور مدرس خدمات سرانجام دیتے رہے۔کچھ عرصہ سے بیمار چلے آرہے تھے۔آخری دنوں میں ''مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی'' توسکردو D.H.Q ہسپتال میں داخل کرایا۔جہاں مختصر مدت میں بروز سوموار 23 مئی 2004ءکو 82 سال کی عمرعزیز پاکر جان جان آفرین کے سپرد کردی۔﴿ انا لله وإنا إليه راجعون ﴾

سکردو سے آبائی گاؤں لے جاتے ہوئے آپ کے مادر علمی ''جامعہ دارالعلوم بلتستان غواڑی'' کے وسیع میدان میں نماز جنازہ پڑھی گئی۔جس میں طلباءواساتذہ اوراہالیان غواڑی وکورو کی کثیر تعداد نے شرکت کی۔پھراپنے گاؤں بلغار کے آبائی قبرستان میں مدفون ہوئے۔

پسماندگان میں ایک بیٹے اور بیوہ کے علاوہ آپ کے فیض یافتگان اور خاندان کے بہت سارے لوگ چھوڑے ہیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ مرحوم کی لغزشوں سے درگزر فرماتے ہوئے ان کے درجات بلند فرمائے۔اور پسماندگان کو صبر وشکر کی توفیق عطا کرے۔ اللهم اغفر له وارحمه وعافه واعف عنه۔

❁❁❁❁❁❁❁❁

چکن روسٹ

مؤرخ ابن خلکان نے هیثم بن عدی کے حالات زندگی میں لکھا ہے کہ ایک شخص تلی ہوئی مرغی کھانے ہی لگا تھا، اتنے میں دروازے پرایک بھوکا سائل آیا،اس کی بیوی نے بھکاری کو کچھ دینے کی اجازت مانگی،لیکن اس نے اسے محروم واپس کردیا۔رفتہ رفتہ اس کا کاروبارخراب ہوگیا،اس کا سارااثاثہ فنا ہوگیا اورنوبت یہاں تک پہنچی کہ غربت کے باعث بیوی کو طلاق دے دی اورعورت نے دوسرا نکاح کرلیا۔

نئی شادی کے بعدایک دن اس کے خاوند کے دسترخوان پر بھی ایک تلی ہوئی مرغی تھی،کھانے کے دوران ایک سائل نے دروازے پردستک دی،صاحب خانہ نے بیوی سے کہا:**یہ مرغی سائل کودے دو**۔چنانچہ عورت یہ چکن روسٹ لے کردروازے پرآئی .... **سائل کودیکھ کراس کے پیروں تلے سے زمین کھسک گئی،کیونکہ سائل اس کا سابقہ شوہر تھا !!!**

عورت نے اپنے شوہر سے کہا: یہ سائل تو میرا پہلا شوہر تھا۔ یہ سن کراس نے کہا: **میں بھی تو وہی سائل ہوں،جسے اس نے اپنے دروازے سے محروم واپس کردیا تھا !!!**